درس حدیث

حافظ صلاح الدین یوسف

۵۶ عودوا المریض۔ (صحیح بخاری، کتاب المرضی وجوب عیادۃ المریض)

ترجمہ:۔ بیمار کی مزاج پرسی کرو۔

اس سے پہلے حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

اطعموا الجائع۔

ترجمہ :۔ بھوکے کو کھانا کھلاؤ

اور آخر میں ہے :

وفکوا العانی

ترجمہ :۔ قیدی کو آزاد کر دو۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

عودوا المرضی واتبعوا الجنائز تذکرکم الآخرۃ

(الادب المفرد، ابن حبان وغیرھما، بحوالہ الصحیحۃ، رقم ۱۹۸۱ء)

ترجمہ :۔ بیماروں کی تیمار داری کرو، جنازوں کے ساتھ جاؤ، یہ چیزیں تمہیں آخرت کی یادہانی کرائیں گی۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بیماروں کی تیمارداری اور مزاج پرسی کی ایک وجہ باہمی تعاون اور دوسری وجہ آخرت کی یاد دہانی ہے۔ جب انسان ایک مریض کے پاس جاتا ہے تو مریض کو حوصلہ ہوتا ہے، علاوہ ازیں جب جانے والا دیکھتا ہے کہ مریض کے پاس علاج معالجے کیلئے معقول وسائل نہیں ہیں تو وہ مریض کے ساتھ مالی تعاون بھی کرتا ہے، تاکہ وہ جلد صحت یاب ہو کر، گھر والوں کے لئے بوجھ بنے رہنے کی بجائے ان کے لئے سہارا بنے اور بیماری نے جن ہاتھوں اور بازوؤں کو شل کر دیا ہے، وہ دوبارہ کام کرنے کے قابل ہو جائیں۔

اس میں آخرت کی یاددہانی کا پہلو اس طرح ہے کہ بیماری سے ہی عام طور پر جسمانی اضمحلال کا آغاز ہوتا ہے، جو بڑھتا بڑھتا موت پر منتج ہوتا ہے۔ جب انسان اپنے جیسے دوسرے انسان یا بھائی اور رشتے دار کو اس طرح موت کی دہلیز کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس کی چشم عبرت کے ساتھ اپنی موت بھی آ جاتی ہے اور وہ سوچتا ہے کہ جس طرح یہ مریض بتدریج فنا کی طرف جا رہا ہے، ایک وقت آئے گا کہ میرا سفر زندگی بھی ختم ہو جائے گا اور میں بھی موت کی وادی میں کھو جاؤں گا۔

ان دنیوی فائدوں اور حکمتوں کے علاوہ تیمار داری کی اخروی فضیلت بھی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

جو مسلمان کسی مسلمان کی تیمارداری صبح کے وقت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے رحمت و مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں اور اگر شام کو تیمار داری کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ (ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عیادۃ المریض)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۵۷ لا ضرر ولا ضرار۔

(صحیح الجامع الصغیر بحوالہ مسند احمد، ابن ماجہ، مزید دیکھیے ارواء الغلیل، رقم ۸۹۶ الصحیحہ رقم ۲۵)

ترجمہ :۔ نہ (پہلے پہل) کسی کو نقصان پہنچائے، نہ بدلے کے طور پر نقصان پہنچائے۔

اس میں دو باتوں کی تاکید کی گئی ہے۔ کوئی مسلمان کسی کو نقصان پہنچانے میں پہل نہ کرے۔ جیسے کسی کا کوئی حق غصب کر لے، کسی پر الزام تراشی کرکے اس کی عزت نفس کو مجروح یا اسے لوگوں میں بدنام کرے وغیرہ۔ ایسا کرنا جائز نہیں۔

دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص نقصان پہنچائے۔ یعنی اس کا کوئی حق چھین لے، اس پر زیادتی کرے، تو اس کا بدلہ لینا اگرچہ جائز ہے بشرطیکہ زیادتی کے مطابق بدلہ لے، اس سے تجاوز نہ کرے۔ مگر معاف کر دینا اور بدلے کے طور پر بھی دوسرے کو نقصان نہ پہنچانا، یہ بہتر اور افضل بات ہے۔ قرآن کریم میں کہا گیا ہے:

و جزاء سیئۃ سیئۃ مثلها فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ (الشوری، ۴۰)

ترجمہ :۔ اور برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے اور جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے، پس اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔

قرآن کریم کی اس آیت میں برائی کے بدلے کو بھی برائی ہی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ برائی نہیں ہے کیونکہ اس کا ارتکاب بدلے کے طور پر کیا جا رہا ہے۔ جس کی شریعت نے اجازت دی ہے اور جس چیز کی اجازت شریعت نے دی ہو، وہ برائی کس طرح ہو سکتی ہے؟ لیکن اس میں نکتہ یہی ہے کہ انتقام کے طور پر بھی برائی کا ارتکاب کرنا، جواز کے باوجود کوئی اچھا فعل نہیں ہے۔ اچھی بات یہی ہے کہ زیادتی کرنے والے کو معاف کر دیا جائے۔

یہ ایک بہت ہی اہم ہدایت ہے، اس پر عمل کرنے سے ظلم و فساد کا راستہ بند ہو جاتا ہے

بقیہ صفحہ نمبر ۳۷

...نظر انداز کرنے سے اس کا راستہ عام ...چوپٹ کھل جاتا ہے۔ کیونکہ بدلہ لیتے ...نسان اس حد تک محدود نہیں رہتا، جس کی ...ت شریعت نے دی ہے۔ بلکہ اکثر اس میں ...ر ہو جاتا ہے اور یوں انتقام در انتقام کا ایسا ...سلہ چل نکلتا ہے کہ وہ ختم ہونے میں نہیں آتا اور خاندان کے خاندان تباہ ہو جاتے ہیں، بلکہ بعض دفعہ کئی نسلوں تک یہ سلسلہ انتقام دراز ہو جاتا ہے۔ اس لئے عافیت اور بھلائی اسی میں ہے کہ بدلہ لینے کی بجائے، عفو و درگزر کو اختیار کیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۵۸ البر حسن الخلق۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ والاداب، باب تفسیر البر والاثم)

ترجمہ :۔ نیکی، حسن اخلاق کا نام ہے۔

بر کے معنی ہیں۔ صلہ رحمی (رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا) (۲) نرمی اور پیار (۳) حسن صحبت و رفاقت اور حسن معاشرت، یعنی دوستی اور رفاقت کو اچھے طریقے سے نباہنا اور اہل خانہ، دوست احباب اور رشتے داروں وغیرہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور ایک معنی، نیکی کرنا، ہیں۔

یہاں "بر" نیکی کے معنی میں ہے، مطلب یہ ہے کہ حسن اخلاق بھی اس طرح نیکی ہے جس طرح نماز پڑھنا، زکوۃ دینا، حج و عمرہ کرنا اور روزے رکھنا وغیرہ اعمال بر ہیں، جن سے اللہ راضی ہوتا ہے اور ان پر قیامت کے دن بہترین جزاء عطاء فرمائے گا۔ حسن اخلاق سے بھی اللہ تعالی راضی ہوتا ہے اور اس کی بھی بہترین جزاء وہ عطا فرمائے گا۔ بلکہ ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اثقل شئی فی المیزان الخلق الحسن۔

(صحیح ابن حبان، بحوالہ صحیح الجامع، ص ۸۹، الصحیحۃ، رقم ۸۷۶)

ترجمہ :۔ قیامت کے دن جب ترازو میں اعمال تولے جائیں گے تو (ایک مومن کا) سب سے بھاری عمل حسن اخلاق ہو گا۔

اخلاق کی یہ اہمیت کیوں ہے؟ اس لئے کہ ایک بااخلاق آدمی ہی وہ حقوق و فرائض صحیح معنوں میں ادا کر سکتا ہے جو بندوں سے متعلق ضروری ہیں۔ ماں باپ، بیوی بچے، عزیز و اقارب، دوست احباب، پڑوسی، آقا و مالک یا مزدور و محنت کار سب کے ساتھ صحیح معاملہ کرنا اور ان سے متعلقہ ذمے داریوں کو بحسن و خوبی ادا کرنا، حسن اخلاق ہے اور جب انسان سب کے حقوق و فرائض ادا کرتا ہے تو معاشرے میں عدل و انصاف کے تقاضے از خود ادا ہو جاتے ہیں۔ جس سے امن و سکون قائم ہوتا اور خوش گوار ماحول پیدا ہوتا ہے۔ جو ایک انسانی معاشرے کی اصل ضرورت ہے۔

اگر انسانوں میں حسن اخلاق کا یہ وصف نہ ہو تو نماز، روزے اور دیگر عبادات کی ادائیگی کا اہتمام کرنے کے باوجود معاشرے میں امن و سکون ناپید رہے گا اور معاشرتی زندگی خلفشار و فساد سے دوچار۔

اسی لئے نبی ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا:

اکمل المومنین ایمانا احسنهم خلقا۔

(صحیح الجامع، ا/۲۶۶، بحوالہ ترمذی، صحیح ابن حبان، مزید دیکھئے، الصحیحۃ، رقم ۲۸۴)

مسلمانوں میں کامل ایمان اس کا ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۵۹ ان خیارکم احسنکم اخلاقا۔

ترجمہ :۔ بلاشبہ تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہے۔

اس میں بھی اخلاق کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ لوگ عام طور پر اسے زیادہ اچھا اور نیک سمجھتے ہیں جو زہد و عبادت میں ممتاز ہو۔ نفلی نماز زیادہ پڑھتا، نفلی روزے زیادہ رکھتا، ذکر الہی میں زیادہ مصروف رہتا اور شب بیداری کا اہتمام کرتا ہو۔ لیکن اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے زیادہ اچھا آدمی وہ ہے جو بااخلاق ہے، ہر ایک کا حق صحیح طریقے سے ادا کرتا اور ہر معاملے کو خوش اسلوبی سے نمٹاتا ہے، لوگوں سے خندہ روئی سے ملتا ہے اور نرم خوئی کا مظاہرہ کرتا ہے، کسی کی بدگوئی اور غیبت نہیں کرتا۔ سب و شتم اور الزام تراشی سے دامن بچاتا ہے اور ظلم و زیادتی اور دھوکہ فریب کا ارتکاب نہیں کرتا۔

ایسا خوش اخلاق آدمی اگر صرف فرائض کی ادائیگی کرے اور نوافل کا زیادہ اہتمام نہ کرے، تب بھی اسے محض اپنی خوش اخلاقی کی وجہ سے اس شخص کا سا درجہ اور مقام حاصل ہو جائے گا جو کثرت سے نفلی روزے رکھتا اور راتوں کو اٹھ کر قیام کرتا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

ان الرجل لیدرک بحسن خلقه درجات قائم اللیل صائم النهار۔

(صحیح الجامع الصغیر، بحوالہ سنن ابی داود، ا/۳۴۴، والصحیحۃ، رقم ۷۹۵)

ترجمہ :۔ آدمی اپنے حسن اخلاق سے اس شخص کے درجات حاصل کر لیتا ہے جو رات کو قیام کرتا اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔"

ایک اور روایت میں ہے:

و ان حسن الخلق لیبلغ درجة الصوم والصلاة۔ (صحیح الجامع، ا/۳۲۷، بحوالہ البزار و ابو یعلی)

ترجمہ :۔ حسن خلق سے یقیناً آدمی (نفلی) روزے اور نماز کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

ما من شئی یوضع فی المیزان اثقل من حسن الخلق و ان صاحب حسن الخلق لیبلغ به درجة صاحب الصوم والصلاة۔